© rasailojaraid.com

مولانا شہاب الدین ندوی

نظریہ ارتقاء اور ماقبل آدم مخلوق

»» اس وقت تک جو قدیم تحریری سرمایہ دریافت ہوا ہے، وہ قریب قریب ۵ ہزار ۵ سو سال پرانا ہے[۹۲] اور تاریخی نقطۂ نظر سے اس سے پہلے دور کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ تحریر کا آغاز درحقیقت کب ہوا؟ لیکن چونکہ جدید انسان یا موجودہ ہوموسیپی ینس (H.SAPIENS) سے پہلے کی انواع پر اس کا اطلاق مشکوک ہے، لہٰذا گمان کیا جا سکتا ہے کہ موجودہ سپی ینس ہی "نوعِ آدم" ہوگی۔

۴۔ قرآن مجید کا قطعی بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین شکل و صورت پر پیدا کیا ہے اور اسے بڑے خوبصورت سانچے میں ڈھالا ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ : یقیناً ہم نے انسان کو بہت بہترین انداز میں پیدا کیا ہے،

لہٰذا بندروں جیسی کوئی کریہہ الخلقت مخلوق آدم نہیں ہو سکتی کیونکہ شرعی نقطۂ نظر سے بندر اور اسی طرح خنزیر اللہ تعالیٰ کی بدترین مخلوقات میں سے ہیں، جیسا کہ قرآن اور حدیث میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض پچھلی اقوام کو ان کے گناہوں کی پاداش میں ان کی شکلیں مسخ کر کے انہیں بندر اور خنزیر بنا دیا تھا۔ (دیکھئے: مائدہ - ۶)

۵۔ بخاری اور مسلم کی ایک حدیث میں آتا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا"[۹۳] اس حدیث پر فلسفیانہ نقطۂ نظر سے بہت اعتراض کیا گیا ہے کہ اس سے تو اللہ تعالیٰ کا صاحب جسم ہونا

---

[۹۲] ملاحظہ ہو برٹانیکا : ۸/ ۱۰۲۹ [۹۳] بخاری کتاب الاستیندان، ج ۷، ص ۱۲۵، استانبول، مسلم کتاب الجنۃ ۲۸، ۴/ ۲۱۸۳، ریاض

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ثابت ہوتا ہے وغیرہ اور اس کے متکلمانہ نقطہ نظر سے کئی جوابات بھی دیئے گئے ہیں مگر حقیقت واقعہ کے نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو اس میں بعض جدید مسائل کا جواب دکھائی دیتا ہے مثلاً

(الف) یہ بیان دراصل خدائے لم یزل کی جانب سے تکریم آدم کے اظہار کے طور پر ہے۔

(ب) یہ بیان آدم کے بوزنہ یا جنگلی یا تحتی انسان ہونے کی نفی کی غرض سے دیا گیا ہے۔

(ج) یہ بیان نظریۂ ارتقاء کی تردید میں ایک فرمانِ ربانی ہونے کی حیثیت رکھتا ہے، یعنی آدم ارتقاء کی پیداوار نہیں تھا اور نہ اس کی خلقت میں کسی قسم کا تغیر و انقلاب واقع ہوا بلکہ وہ اپنے پہلے ہی دن ایک مکمل شکل میں قدرتِ خداوندی کے طور پر جلوہ افروز ہوا۔ اس حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

"خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ" اور بعض محدثین کی توجیہہ کے مطابق "علی صورتہ" میں نحوی اعتبار سے ضمیر آدم کی طرف راجع ہے نہ کہ اللہ کی طرف، چنانچہ حافظ ابن حجر نے اس توجیہہ کو اختیار کرکے اس حدیث کی یہی تشریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو یکبارگی اس طرح پیدا کیا کہ آپ کو رحم مادر میں مختلف مراحل سے گزرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی جسطرح کہ آپ کی ذریت کا معاملہ ہے بلکہ آپ کو ایک انسانِ کامل کے روپ میں پیدا کرکے پہلی بار ان میں روح پھونکی [۹۴]

۶۔ ایک اور حدیث کے ذریعہ اس حقیقت پر مزید روشنی پڑتی ہے کہ حضرت آدم پیغمبر آخر زمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرح بہت زیادہ وجیہہ اور خوبصورت تھے جیسا کہ امام نووی نے تاریخ دمشق کے حوالے سے حضرت عائشہ رضؓ کی روایت اس طرح بیان کی ہے۔

قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول : انا أشبہ الناس بابی آدم علیہ السلام وکان ابی ابراھیم صلی اللہ علیہ وسلم أشبہ الناس بی خَلقاً وخُلقاً

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمام لوگوں میں اپنے باپ حضرت آدم سے زیادہ مشابہ ہوں نیز میرے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام مجھ سے جسمانی اور اخلاقی دونوں طرح سے مجھ سے زیادہ مشابہ تھے [۹۵]

اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ تینوں جلیل القدر پیغمبر (جن میں سے ایک پہلے، ایک آخری اور ایک درمیانی ہیں) شکل و صورت اور چہرے مہرے کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مشابہ تھے، اگرچہ

---

[۹۴] فتح الباری، حافظ ابن حجر: ۶/۳۶۶؛ دار الافتاء ریاض

[۹۵] تہذیب الاسماء واللغات، نووی: ۱/۹۵-۹۶، بیروت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت آدمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے حلیہ کی کیفیت تاریخ کے ریکارڈ میں محفوظ نہیں ہے، مگر چونکہ پیغمبر آخر زمان کا حلیۂ مبارک تاریخ کے مستند ترین ریکارڈ میں موجود و محفوظ ہے اس لئے اگر مذکورہ بالا روایت صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آج ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیۂ مبارک میں حضرت آدمؑ کے حلیۂ مبارک کی ایک جھلک دیکھ سکتے ہیں، گویا کہ رسولِ آخر کی شبیہ میں رسولِ اوّل کا عکس نظر آئیگا۔ بالفاظ دیگر حضرت آدم غائب و مستور ہوتے ہوئے بھی آج ہمارے سامنے موجود ہیں چنانچہ اس موقع پر جامع ترمذی اور شمائل ترمذی سے چند حدیثیں بیان کی جاتی ہیں، جن کے ذریعہ آپ کے حلیہ پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔

حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سرخ لباس میں کسی لمبے بال والے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا۔ آپ کے بال کندھوں کو چھوتے تھے اور آپ کا سینہ بہت کشادہ تھا، نہ آپ پست قد تھے اور نہ دراز قد [۹۶]

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ پست قد تھے اور نہ دراز قد، بلکہ درمیانہ قد کے لوگوں میں تھے، بال نہ گھنگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے، بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی لئے ہوئے تھے، آپ نہ بالکل موٹے تھے اور نہ پوری طرح گول چہرے والے بلکہ چہرے میں تھوڑی سی گولائی تھی، رنگ سرخی مائل سفید تھا، آنکھیں بالکل کالی اور پلکیں لمبی تھیں، شانے اور جوڑ بڑے تھے، بدن پر بال نہیں تھے مگر بالوں کا ایک خط سینے سے ناف تک کھنچا ہوا تھا، ہتھیلیاں اور تلوے پُر گوشت تھے جب آپ چلتے تو پیر زمین پر پوری طرح رکھ کر چلتے گویا کہ آپ نیچے اتر رہے ہیں۔ [۹۷]

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معتدل اور خوبصورت جسم والے تھے۔ آپ کا رنگ گندمی تھا، جب آپ چلتے تو جھک کر چلتے [۹۸]

حضرت براءؓ سے کسی نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار کی طرح (لمبا) تھا تو آپ نے جواب دیا کہ نہیں وہ چاند کی طرح تھا [۹۹]

---

[۹۶] جامع ترمذی، ابوعیسیٰ ترمذی، ابواب المناقب، باب ماجاء فی صفۃ النبیؐ

[۹۷] شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللہؐ، ص ۱-۲، مطبع مجیدی کانپور

[۹۸] ایضاً

[۹۹] جامع ترمذی، ابواب المناقب: ۵/۵۹۸، احیاء التراث العربی، بیروت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

٧۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں بعض روایات اس قسم کی بھی ملتی ہیں کہ آپ بے ریش تھے اور ڈاڑھی آپ کے بعد آپ کی اولاد میں ظاہر ہوئی، نیز یہ کہ آپ بہت لمبے (بعض روایات میں ساٹھ ہاتھ کے) گھنے بالوں والے، گندم گوں اور سب سے زیادہ خوبصورت تھے [١٠٠]

٨۔ دورِ آدم سے زراعت اور پارچہ بافی کا آغاز ہوا، چنانچہ کہا جاتا ہے کہ جب حضرت آدم زمین پر اُترے تو آپ نے کھیتی باڑی کی اور حوّا نے اون کاتا اور اس کو اپنے ہاتھ سے بُنا [١٠١]

(ولما ھبط الی الأرض حرث، وغزلت ھو الشعر وحاکتہ بیدھا)

اسی طرح ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت کیا ہے کہ آدم علیہ السلام کھیتی کرتے تھے [١٠٢]

نیز دیلمی نے مسند فردوس میں حضرت انس رضؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اولین پارچہ باف حضرت آدم تھے [١٠٣]

٩۔ حضرت آدمؑ کو تمام ضروری صنعتوں کا علم دیا گیا تھا جیسا کہ بزاز، ابن ابی حاتم اور طبرانی کی ایک مرفوع حدیث سے ثابت ہوتا ہے جو حضرت ابو موسی اشعری رضؓ سے مروی ہے [١٠٤]

١٠۔ حضرت آدمؑ نہ صرف بہت زیادہ خدا پرست اور متقی انسان تھے جیسا کہ متعدد روایات سے ثابت ہوتا ہے (دیکھئے تفسیر در منثور) بلکہ آپ اسلامی عقیدے کے مطابق زمین پر اولین نبی اور رسول بھی تھے، اس پر قرآن اور حدیث دونوں دلیل ناطق ہیں مگر طوالت کے خوف سے اس بحث کو نظر انداز کیا جاتا ہے، اس پر مفصل بحث کسی اور موقع پر آئے گی۔

بہرحال یہ اور اس قسم کے دیگر حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ آدم انتہائی مہذب اور ترقی یافتہ نوع کا نمائندہ تھا۔ اب یہ حقائق اثری تحقیقات کی رُو سے جس نوع پر پوری طرح منطبق ہو جائیں، اسی کا اولین نمائندہ آدم مانا جائے گا۔

ارتقاء ثابت نہیں ہے | قرآن اور حدیث کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت آدم کی تخلیق ارتقاء کے طور پر نہیں بلکہ تخلیق خصوصی کے تحت عمل میں آئی تھی، لہذا حضرت آدم کا اپنے ظہور کے ساتھ ہی ایک واضح تہذیب پیش کرنا اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ آپ ارتقائی طور پر نمودار نہیں

---

١٠٠ المعارف، ص ٩، مطبوعہ کراچی
١٠١ ایضاً
١٠٢ تفسیر در منثور: ١/٥٧
١٠٣ ایضاً
١٠٤ تفسیر در منثور ١/٥٧

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوئے بلکہ ایک غیر مرئی قوت قدم قدم پر آپ کی رہنمائی کر رہی تھی۔

تاریخی نقطۂ نظر سے ظہور آدم کے غیر ارتقائی ہونے کی ایک بہت بڑی دلیل ہے کہ آدم اور آپ کی اولین اولاد اپنے مردوں کو دفنانا نہیں جانتی تھی، بالفاظ دیگر انہیں یہ نہیں معلوم تھا کہ ان کو اپنے مردوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیئے؟ چنانچہ حضرت آدم کے اولین بیٹے قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تو وہ نہایت درجہ حیران ہوا کہ اسے اپنے بھائی کی لاش کو ٹھکانے لگانے کے لئے کیا کرنا چاہیئے؟ آخر اللہ تعالیٰ نے ایک کوّے کو بھیجا تاکہ وہ زمین کھود کر اسے دکھائے کہ مُردے کی تدفین کا طریقہ کیا ہے تو قابیل اپنی اس ناواقفیّت پر افسوس کے ساتھ پکار اٹھتا ہے۔

قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْاَةَ اَخِيْ ج فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ؛ وہ کہہ اٹھا ہائے افسوس! میں تو اس کوّے جیسا بھی نہ ہوسکا کہ اپنے بھائی کی لاش کو چھپانے کی تدبیر کرتا، اس طرح وہ شرمندہ ہوا (مائدہ : ۳۱)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہور آدم ایک بالکل اجنبی اور نئے ماحول میں عمل میں آیا تھا ورنہ آدم اگر ارتقاء کا نتیجہ ہوتا یا "سابقہ انسانی قسم کی مخلوق" کے ساتھ اس کی ملی جلی معاشرت عمل میں آئی ہوتی تو پھر قابیل کو اپنے بھائی کی لاش ٹھکانے لگانے میں اس قدر پریشانی نہ ہوتی کیونکہ ظاہر ہے کہ سابقہ ناپید شدہ انواع میں اپنے مردوں کو دفن کرنے کا رواج تھا، جیسا کہ خود ماہرین آثار قدیمہ کا دعویٰ ہے۔ ظاہر کہ اس صورت میں آدم اور بنی آدم کو دوسرے انواع کے طور طریقوں اور ان کے رسم و رواج سے ضرور واقفیّت ہوتی۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی وفات ہوئی تو فرشتوں نے آپ کو غسل دیا اور حنوط لگا کر آپ کو کفنایا۔ پھر آپ پر نماز پڑھی اور قبر کھود کر دفن کیا پھر آدم کے بیٹوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے بنی آدم! یہ تمہارے میت کے بارے میں تمہاری سنت ہے اور تم اس سُنّت کو اسی طرح ادا کرو۔ [۱۰۵]

تفسیر درمنثور میں اس معنی کی متعدد روایات مروی ہیں جو حضرت ابن عباس رضؓ وغیرہ سے منقول ہیں۔ ان روایات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ آدم اور آپ کی اولاد اپنے مردوں کو کفنانے اور دفنانے کے رسوم و آداب سے واقف نہیں تھے لہٰذا اس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ آدم اپنی نوع کا اولین نمائندہ تھا۔

---

۱۰۵ تفسیر درمنثور : ۶۱/۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وجود باری اور تردید ارتقاء آج دنیا میں بن مانس (بوزنہ) اور انسان کے درمیان والی کوئی بھی نوع جس کو ھومینیڈ (HOMINID) کہا جاتا ہے، پائی نہیں جاتی اور اس میں ھوموپرکٹش (سیدھا چلنے والی مخلوق) کی تمام ذیلی انواع اور ھوموسیپی ینس (ذہین مخلوق) کے دو سلسلے، نینڈرتھل نسل اور کرومیگنن نسل بھی شامل ہیں، یہ سب انواع معدوم ہو چکی ہیں۔

سوال یہ ہے کہ یہ انواع دفعتۃً اور اچانک روئے زمین سے غائب کیسے ہو گئیں جبکہ امیبا (AMOEBA) سے لے کر انسان تک دیگر حیاتیاتی انواع کا وجود (باستثنائے چند) ناپید نہیں ہو گیا؟ آخر انسان سے "قریبی تعلق" رکھنے والی کل انواع کی غیر موجودگی کیوں؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب ارتقاء پسندوں سے بن نہیں پڑ سکتا۔

اس واقعہ سے نظریۂ ارتقاء کی تردید نکلتی ہے، ظاہر ہے کہ بہت ساری انواع کا درمیان سے بالکل غائب ہو جانا کسی غیر معمولی سبب کی نشاندہی کرتا ہے، اگر ارتقاء واقعی صحیح ہوتا تو قیاس کی رُو سے بجائے کسی قدیم نوع کے جدید نوع کو مٹ جانا چاہیئے تھا کیونکہ قدیم نوع اپنی قوت اور عددی کثرت میں ہر نوع سے فائق و برتر ہوتی ہے اور ہتھیار سازی کے باب میں خود ماہرین آثار قدیمہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس کا رواج لاکھوں سال سے جاری ہے اور جیسا کہ گزر چکا، آج زمین پر جن قدیم ترین اوزار کا پتہ چلا ہے وہ ۲۶ لاکھ سال سے پہلے بھی ہتھیار سازی کا رواج رہا ہے لہذا یہ بات کس طرح قابل فہم ہے کہ ایک نئی نوع اپنے ظہور کے ساتھ ہی قدیم نوع کو بالکل ختم کر کے رکھ دے جب کہ وہ ابتداً ہر اعتبار سے بالکل قلیل ہوتی ہے؟ مگر یہاں پر جو معمہ ہے اس کی رُو سے اس کو واقعتاً مقابلہ آرائی کا نام بھی نہیں دیا جا سکتا کیونکہ یہاں پر تو نئی انواع کے ظاہر ہونے کے وقت یا اس سے پہلے ہی قدیم انواع کا معدوم ہو جانا ثابت ہے جیسا کہ گزر چکا خود ماہرین آثار قدیمہ تسلیم کرتے ہیں کہ طبقاتی اعتبار سے بعض انواع کے درمیان زمانی خلا پایا جاتا ہے اور نینڈرتھل انسان کے بارے میں تو صاف طور پر کہا جاتا ہے کہ وہ فاسل ریکارڈ سے اچانک غائب ہو گئی گویا کہ ایک دوسری نوع اس کی جگہ لینے کے لئے اچانک ظاہر ہو گئی اس کا مطلب یہ ہوا کہ کم از کم بعض قدیم و جدید انواع کے درمیان کسی "تصادم" یا جنگ و جدال کی نوبت ہی نہیں آسکی بلکہ اس قسم کی کسی معرکہ آرائی کے بغیر ہی سابقہ بہت سی سابقہ خود بخود ختم ہو گئیں۔ آخر کیوں؟ انہیں کس نے تباہ کیا اور کیسے تباہ کیا؟ یہ ایک ایسی گتھی ہے جسکو ارتقاء پسند لوگ کبھی نہیں سلجھا سکتے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس موقع پر ایک جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ (HOMINID) خاندان کے علاوہ بھی کئی ایسی انواع گزری ہیں، جو آج زمین پر باقی نہیں رہیں، مثلاً ڈینوسار (DINOSAUR) وغیرہ۔ لہٰذا ھومینیڈ خاندان کی یہ انواع بھی اسی طرح ختم ہو گئی ہوں گی، مگر یہ جواب اس لئے صحیح نہیں ہو سکتا کہ ڈینوسار وغیرہ کا "تعلق" انسان سے بہت دور کا ہے اور یہاں پر سوال صرف قریب ترین انواع کا ہے۔ آخر یہ کیا بات ہے کہ ان قریب ترین انواع میں سے کوئی بھی نوع آج زندہ نہیں رہی جب کہ بہت سی کمزور ترین انواع حتیٰ کہ امیبا جیسی یک خلوی (UNI CELLULAR) نوع کا وجود بھی فنا نہیں ہو گیا؟ آخر "ترقی یافتہ" "انواع کے مقابلے میں" کمزور انواع" کی یہ سخت جانی کیوں ہے؟ اور وہ کون سے حالات ہیں جن کے باعث ترقی یافتہ انواع تو مٹ گئیں مگر کمزور ترین انواع باقی رہ گئیں؟ جبکہ تنازع للبقاء (STRUGGLE FOR EXISTANCE) اور بقائے اصلح (SUR- VIVAL OF FITTEST) کے فلسفے کے تحت تمام کمزور انواع کو فنا کے گھاٹ اتر جانا چاہیئے تھا۔ آخر یہ کس قسم کا طبعی انتخاب (NATURAL SELECTION) ہے جو الٹی سمت بہہ رہا ہے؟

اب مذہبی نقطہ نظر سے اس مشکل ترین مسئلے کا حل یہ ہے کہ اگر مذکورہ بالا واقعات اسی طرح ہیں جسطرح کہ ماہرین آثار قدیمہ بیان کرتے ہیں تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ گویا دستِ قدرت نے انسان کی عبرت و بصیرت کے لئے یہ آثار و باقیات بطور ثبوت طبقات الارض کے ریکارڈ میں نہایت درجہ احتیاط کے ساتھ رکھ چھوڑے ہیں تاکہ اس سے موجودہ دور میں دوہرے فوائد حاصل ہوں، چنانچہ ان اکتشافات کے ذریعہ نہ صرف خدا کا وجود ثابت ہوتا ہے بلکہ دینِ اسلام کی حقانیت بھی ظاہر ہوتی ہے وہ اسطرح کہ کسی بھی "شعوری نوع" یا مکلف مخلوق" (موجودہ اصطلاح کے مطابق جنس ہوموکی کوئی نوع) کو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں صرف امتحان اور آزمائش کی خاطر پیدا کرتا ہے تاکہ وہ ہمیشہ خیر و شر میں تمیز کرے اور اطاعت الٰہی سے روگردانی نہ کرے اور پھر مسلسل نافرمانی کے نتیجے میں اس کو ہلاک کر دیا جاتا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں جا بجا اقوام عالم کی سرکشی کے سلسلے میں مذکورہ تنبیہہ و تہدید سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔

اس لحاظ سے یہ بات زیادہ قرینِ قیاس ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سابقہ شعوری انواع ... (ذہین مخلوق) کو ان کی کسی حد سے زیادہ نافرمانی کی پاداش میں عالمگیر طور پر ہلاک کر دیا ہو جیسا کہ قصہ آدم کے سلسلے میں پچھلے صفحات میں مذکورہ روایات سے اس موضوع پر بخوبی روشنی پڑتی ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک آسمانی مخلوق کے ذریعہ جنوں کو (جو آدم سے پہلے زمین پر آباد تھے) مار بھگایا اور ان کے وجود سے زمین کو پاک و صاف کر دیا۔

قوموں کی تباہی کا اسلامی فلسفۂ تاریخ

قرآن مجید میں جہاں پر پچھلی انسانی قوموں کی تباہی و بربادی کا تذکرہ کیا گیا ہے تو وہاں پر اس کا فلسفہ بھی یہی بیان کیا گیا ہے کہ خدا فراموشی اور زمین میں حد سے زیادہ سرکشی، فتنہ و فساد اور ناحق کوشی وغیرہ (جسکی تعبیر قرآن مجید میں زیادہ تر "ظلم و زیادتی" کے الفاظ سے کی گئی ہے) کی وجہ سے پچھلی قوموں کا صفایا کر دیا گیا ہے، چنانچہ یہ "سنت الٰہی" یا خدائی قانون ہے جو ما قبل آدم انواع اور سابقہ امم بنی آدم دونوں پر یکساں طور پر صادق آسکتا ہے بالفاظ دیگر جسطرح جنوں اور جنوں کو ان کے گناہوں کی پاداش میں صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا، اسی طرح عاد و ثمود اور دیگر بہت سی قوموں کو بھی دنیا کے اسٹیج سے اُتار دیا گیا۔ ازل سے یہی سُنت الٰہی رہی ہے جو ابد تک جاری رہے گی۔ اس میں کبھی کوئی استثناء نہیں رہا ہے۔

لَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۔ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ؛

اور یقیناً ہم نے تم سے پہلے کئی امتوں کو ہلاک کر دیا جب کہ انہوں نے ظلم کی راہ اختیار کی حالانکہ (ہمارے) رسول ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لا چکے تھے، مگر وہ (ان پر) ایمان لانے کے موڈ میں نہیں تھے اور ہم مجرموں کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں پھر ان کے بعد ہم نے تمہیں زمین میں جانشین بنایا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیا کرتے ہو (یونس : ۱۳ - ۱۴)

ان دو آیات میں مختصر طور پر اقوام عالم کے سلسلے میں نہ صرف خدائی قانون کی وضاحت کی گئی ہے بلکہ "خلافت ارض" کا پورا فلسفہ بھی سمجھا دیا گیا ہے، نیز اسی طرح ارشاد باری ہے

فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ؛

"اسی طرح ہم نے کتنی ہی بستیوں کو تباہ کر دیا جو ظالم بن چکی تھیں (وہ دیکھو) وہ اپنے چھتوں کے بل گری پڑی ہیں (حج : ۴۵)

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ؛

اور ہم نے کتنی ہی بستیوں کو غارت کر دیا، جو ظالم تھیں اور ان کے بعد ہم نے دوسری قومیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پیدا کیں۔ (انبیاء : ۱۱)

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۠ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ

" کیا انہوں نے مشاہدہ نہیں کیا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر دیا اور ہم نے انہیں زمین میں وہ اقتدار بخشا تھا جو تمہیں نہیں بخشا اور ہم نے ان پر آسمان سے خوب بارشیں برسائیں اور ان کے نیچے نہریں بہا دیں، پھر ہم نے ان کے گناہوں کی پاداش میں انہیں ہلاک کر کے ان کے بعد دوسری امتوں کو پیدا کیا (انعام : ٦)

یہ آخری آیت کریمہ اپنے اسلوب کے لحاظ سے بہت اہم ہے جو عصر جدید پر اس حیثیت سے بھی صادق آسکتی ہے کہ اس میں گذشتہ قوموں کی تاریخ اور ان کے آثار سے عبرت و بصیرت حاصل کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ اور اس میں جدید اثریات یا احفوریات (PALEONTOLOGY) کا مطالعہ بھی شامل ہو سکتا ہے جو آج پوری نوع انسانی کے سامنے ایک سوالیہ نشان بن کر کھڑا ہو گیا ہے جبکہ حقیقت بالکل سامنے ہے، صرف دیدۂ بینا کی ضرورت ہے ؎

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

اس موقع پر یہ حقیقت بھی پیش نظر رکھنی چاہیے کہ موجودہ ایٹمی اور بین السیارتی میدان میں آج انسان نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ آج کی دو بڑی طاقتوں کے درمیان کوئی بھی تصادم (اگرچہ وہ کسی غلط فہمی ہی کی بنیاد پر کیوں نہ ہو) پوری انسانی آبادی کو تہس نہس کر سکتا ہے اور یہ موجودہ مجرم اور خدا فروش انسانوں کی سزا ہو گی جس کا بھگتان پوری نوع انسانی کو ہوگا اور اس صورت میں بغیر " خدائی مداخلت " کے ایک اور دور کا " خاتمہ بالخیر " ہو جائے گا، گویا کہ انسان خود اپنے ہی ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹ لے گا اور ہو سکتا ہے کہ شاید ایسا ہی کوئی موقع اعلان قیامت اور حشر آخرت کا ہو۔

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّ	تم پر آگ کے شعلے اور دھواں
نُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ	چھوڑا جائے گا پھر تم اپنا بچاؤ
	نہ کر سکو گے (رحمن : ۳۵)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جدید ترین آٹومیٹک پلانٹ پر تیار کردہ

UNIFOAM

جہاں آرام کا نام آیا - آپ نے یونی فوم کو پایا

Stockist:
Yusaf Sons
Babu Bazar, Rawalpindi Saddar Phone 66754-66933-66833

تیار کردہ

UNITED FOAM INDUSTRIES LTD.

LAHORE—PAKISTAN
Tel: 431341, 431551

© rasailojaraid.com